رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM WEEKLY QADIAN

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر

بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی
عرفانی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی
مجاہد مصری

چندہ
والیان ریاست سے ۵۰ر
روساء امراء سے ۲۵ر
معاونین سے ۱۰ر
عوام سے ۵ر
ممالک غیر سے ۱۲ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی ماہ کی
۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو
خدا کے فضل
اور
رحم کے ساتھ
شائع ہوتا ہے۔

جلد ۳۷ | قادیان ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یوم شنبہ | نمبر ۳۱

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقعہ خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے لیکن

دل یہی چاہتا ہے

کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔

اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اللّٰھم آمین

خاکسار :- مرزا محمود احمد

(خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

سو لائبریریوں میں الحکم مفت جاری کرنے کی تحریک

گذشتہ ہفتہ الحکم میں ہندوستان کی سو لائبریریوں میں مفت الحکم جاری کرنے کی تحریک شائع کی گئی تھی۔ جس کی ابتداء حاجی عبداللطیف صاحب تاجر بغداد نے دو لائبریریوں کی قیمت دیکر کی تھی۔ اس ہفتہ خدا کے فضل سے چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج نے ایک لائبریری کے لئے پرچہ کی قیمت داخل کی ہے اسطرح یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ عبداللطیف کے بعد محمد لطیف صاحب اس کار خیر میں آگے آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت پہ برکت دے۔ چوہدری محمد لطیف صاحب کا سارا خاندان ہی خدا کے فضل سے سابق بالخیرات میں ...... ہے۔ ان کے والد صاحب چوہدری محمد حسین صاحب بڑے مخلص اور متقی انسان تھے۔ اور ہمیشہ سلسلہ کی تمام تحریکوں میں پیش پیش رہتے تھے۔ چوہدری محمد لطیف صاحب بھی بالکل انکے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی مثال کو دوسروں کے لئے نمونہ بنائے۔ اگر میں اس تحریک میں کامیاب ہوگیا تو ہندوستان کے طول و عرض میں ایک خاموش تبلیغ کا سلسلہ جاری ہو جائے گا الغرض سو میں سے تین لائبریریوں کے لئے ہمارے پاس چندہ آچکا ہے ابھی ۹۷ لائبریریوں کے لئے مجھے یہ تحریک کرنی ہے اسلئے میں ۹۷ انصار الحکم کو پکارتا ہوں

کوئی ہے جو میری آواز سنے

سید محمود اللہ شاہ صاحب بی اے بی ٹی الحکم کی نسبت کیا فرماتے ہیں؟

تین چار روز ہوئے میں ان کی کوٹھی محلہ دار الانوار میں ان سے ملنے کے لئے گیا انھوں نے مجھے ملتے ہی کہا کہ الحکم واقعی ایک نعمت ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے بہت ہی لذت محسوس ہوتی ہے اور ایمان میں ایک تازگی پیدا ہوتی ہے۔ میں اپنے سلسلہ ملازمت میں اسقدر مشغول اور مصروف الوقت آدمی تھا۔ کہ میں پانچ سال کے عرصے میں اپنے عزیز ترین دوستوں اور رشتہ داروں کو خط تک نہ لکھ سکا۔ اور اگر کسی کو لکھا تو بہت ہی کم۔ اور ان سب کو اپنا شاکی بنا لیا۔ مگر الحکم جب آتا تو رات کو میں تھکا ماندہ باہر سے آتا۔ کھانے سے قبل ہی الحکم لے کر بیٹھ جاتا بعض اوقات ۱۲ بجے اور ایک بجے ایک ایک لفظ پڑھ کر فارغ ہوتا۔ اور پھر کھانا کھاتا۔

شاہ صاحب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:- میں جب کہتا ہوں کہ میں اسے سارا پڑھتا ہوں۔ تو آپ سچ جانیئے اس کے بہت بڑے معنے ہیں۔ مجھے بڑے بڑے انگریزی اخبارات دیکھنے یا پڑھنے کا کبھی کبھی وقت نہیں ملتا۔ مگر الحکم سارا پڑھ کر کھانا کھایا کرتا تھا"۔ میں نے اس مناسبت سے اس کے خریدار پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ انھوں نے کہا " بیشک اس کی سخت ضرورت ہے۔ اور الحکم کے لئے میں خود بھی اس کی قیمت کے علاوہ اس کی اعانت میں جلد حصہ لوں گا۔ میری دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت شیخ صاحب قبلہ کو لمبی عمر دے ان کی ابھی بڑی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اس کام کو مکمل کر سکیں جو وہ کر رہے ہیں" آمین

الحکم کے متعلق شاہ صاحب کی رائے اور بہت سے بزرگوں کی ایسی ہی رائے ہے۔ ان آراء کو تحدیث بالنعمت کے طور پر شائع کرنے کے علاوہ ہمارا یہ منشاء ہے کہ احباب کو اس کی خریداری کی طرف توجہ دلاسکیں۔ لیکن افسوس ہے کہ احباب پوری توجہ سے اس کی اشاعت کی طرف توجہ نہیں کر رہے ہے۔ شاہ صاحب فریقہ کے دوستوں میں بہت محبوب ہستی ہیں۔ وہ شاہ صاحب کی رائے پڑھیں اور پھر الحکم کو دیکھیں اگر وہ واقعی ایسا ہی ہے تو کم از کم ایک ایک خریدار اس کے لئے عطا فرما کر مدد فرمائیں۔ تاکہ الحکم اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو سکے۔

عباد ان سے ایک خریدار

جناب مرزا برکت علی صاحب امیر جماعت احمدیہ عبادان سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور پر جوش خادم ہیں۔ ان کی نیکی اور خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان کو وہاں کی جماعت کا امیر مقرر کیا ہوا ہے۔ مرزا صاحب نے سلسلہ کی اشاعت میں ہمیشہ پورے جوش سے حصہ لیا ہے۔ آپ الحکم کے ساتھ بھی قلبی محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے حال ہی میں ایک خریدار الحکم کے لئے ارسال فرمایا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا

وہ خریدار جن کے نام الحکم بند کیا جائے گا

تیس کے قریب ایسے مخلص خریدار ہیں جو ۸ ماہ سے اخبار وصول فرما رہے ہیں اخبار ذرا ڈاک خانہ میں ادھر اُدھر ہو جائے۔ تو فوراً شکایت کرتے ہیں۔ مگر الحکم کا وی پی تین تین دفعہ واپس کر چکے ہیں میں ان کی اس اعانت اور اس کرمفرمائی کا از حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے نہایت اخلاص سے اس عرصہ میں اخبار ملاحظہ فرمایا ہے اور اس کی قیمت نہ دیکر دفتر کے مرسلہ وی پیوں کو واپس کر کے حق دوستی ادا کر دیا۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنے کے لئے مجبور ہوں کہ وہ اپنے اپنے بقایا جات ایک ماہ کے اندر صاف کر دیں۔ ورنہ میں انکے نام الحکم میں شائع کرنے پر مجبور ہوں گا۔ اور ان سے اخبار کی قیمت کی وصولی کے لئے بھی ممکن ہو کوئی ایسا طریق اختیار کرنا پڑے گا جو ان کو ناگوار ہو۔ دفتر الحکم نے ان کی خدمت میں متعدد خطوط لکھ کر انہیں ضرورت کا احساس کرایا ہے۔ مگر جب وی پی گیا تو واپس آیا۔ میں تو اس افسوسناک ...... حرکت کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کیا ان کا اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک ایسے طریق سے مفت اخبار لینا چاہتے ہیں جو پسندیدہ نہیں۔

میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میری مراد اس سے ایسے خریداروں سے ہرگز نہیں جنھوں نے ایک بار یا کسی وجہ سے دوبارہ وی پی واپس کیا ہے۔ بلکہ وہ دوست ہیں جو تین تین اور بلکہ اس سے بھی زیادہ بار وی پی واپس کر چکے ہیں۔ اور پھر کبھی اپنی اس حرکت کی وجہ لکھ کر معذرت بھی نہیں کرتے۔

کاش! اُن کو احساس ہوتا کہ اُن کا یہ طریق الحکم کو ہاں وہ الحکم جس کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بازو قرار دیا ہے کس قدر نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان کے اس وطیرہ سے الحکم کو کن کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے

انگریزی نوجوانوں میں تبلیغ احمدیت کا آسان طریق

اللہ تعالیٰ بھلا کرے سیٹھ عبداللہ الٰہ دین جنھوں نے بہت سا تبلیغی لٹریچر بہت سی زبانوں میں شائع کر کے سلسلہ کی ایک بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ آپ اس لٹریچر کو کسی ذاتی منفعت سے نہیں شائع کرتے۔ بلکہ ایک بہت بڑا حصہ اس لٹریچر کا مفت تقسیم کرتے ہیں۔ ڈاک کا خرچ اپنے پاس سے خرچ کرتے ہیں کتاب کی قیمت ایسی رکھتے ہیں۔ جو لاگت سے بھی کم ہو۔ اب آپ نے اپنی کتاب **احمد کا چھٹا ایڈیشن** شائع کیا ہے۔ یہ کتاب تین سو صفحے کی کتاب ہے اور انگریزی داں حلقہ میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کی قیمت صرف ۸ر ہے مگر ۲۰ جلد کے خریدار کو صرف ۴ر فی کاپی کے حساب سے ملیگی۔ جماعت کے ذی مقدرت احباب کو ۲۰۔ ۲۰ جلدیں فوراً خرید لینی چاہئیں۔ حضرت والد صاحب قبلہ نے چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج کو اس کتاب کی ۲۰ جلدیں خریدنے کی تحریک کی۔ جو انھوں نے بخوشی منظور کی اور اسی وقت ۲۰ جلدوں کی قیمت ادا کر دی۔

ضرورت ہے کہ کم از کم دو سو دوست چوہدری محمد لطیف صاحب کی طرح اس تحریک میں حصہ لیں اور جو اس سے زیادہ خرید سکتے ہیں وہ خرید کر اس کتاب کو مفت تقسیم کریں۔

جو احباب بڑے بنڈل منگوائینگے ان کے پارسلوں کا خرچ سیٹھ صاحب اپنی جیب سے ادا کرینگے

ایسے احباب جو اس تحریک میں حصہ لینگے وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہونگے۔ یہ کتاب اس سے قبل ہزاروں کی تعداد پانچ دفعہ چھپ کر ختم ہو چکی ہے۔

تمام درخواستیں حسب ذیل پتہ پر ارسال ہوں۔

جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب۔ الٰہ دین بلڈنگ
سکندر آباد۔ دکن

شارہوزری لمیٹیڈ قادیان کا افتتاح

آج ۲۵ر اگست ۱۹۳۴ء کی صبح کو ۹ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قادیان میں ہوزری کے پہلے کارخانہ کا افتتاح فرمایا۔ شارہوزری حضرت اقدس کے ایماء کے ماتحت ایک کمپنی قائم کی گئی تھی۔ جس میں اسوقت تک تقریباً پچاس ہزار کے حصے فروخت ہو چکے ہیں۔ بہت سے احمدی اس تقریب پر جمع تھے۔ صوفی غلام محمد صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور شیخ فیض قادر صاحب نے ایڈریس پڑھا جس کے بعد حضرت اقدس نے کمپنیوں کے کامیاب ہونے کے لئے نہایت زریں اصول بتائے۔ تقریر سننے والوں کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا حضور کسی بہت بڑی تجارتی کمپنی کے مالک یا ڈائرکٹر رہ چکے ہیں۔ جو بہت گہرے اور وسیع تجارب بیان کر رہا ہے اگر کمپنی نے ان اصولوں پر عمل کیا تو اس کی کامیابی میں کیا شک ہے

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ جماعت کو حکم دیں گے کہ وہ سٹار ہوزری کی بنی ہوئی جرابیں استعمال کریں۔ اسلئے

ہر ایک احمدی کا فرض ہے

کہ وہ اس حکم کی تعمیل کر کے ایک قومی کارخانہ کو ترقی دے۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت مولوی رحیم بخش صاحب کی روایات

حضرت مولوی رحیم بخش صاحب فرماتے ہیں کہ:-

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں **ولی ہوں**۔ ولی تو بڑے بڑے مجاہدے کرتے ہیں۔ تب جا کر ولایت ملتی ہے آپ نے **فرمایا** ولی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جنھیں یہ مقام مجاہدات سے ملتا ہے جیسے حضرت بابا فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالےٰ کا خاص فیضان ہوتا ہے اور موہبت الٰہی انھیں اس مقام پر کھڑا کرتی ہے اور وہ **محدث** کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے کلام کرتا ہے۔ اور بڑے بڑے فیضان ان پر نازل ہوتے ہیں۔ یہ **انعام الٰہی** ہوتا ہے۔ اور بلا مجاہدہ یہ فضل اثیر ہوتا ہے۔ جیسے مجدد الف ثانی اور ابوالحسن خرقانی۔ اور محمد اکرم ملتانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

میرے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ ہے۔ ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ میں نے مجاہدات شاقہ نہیں کئے۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے میرے ساتھ **بکثرت** کلام کرتا ہے۔ اور قبل از وقت بہت سے امور جو غیب پر مشتمل ہوتے ہیں مجھ پر کھولے جاتے ہیں۔ اور یہ سب اس کا کرم ہے

فرمایا کہ:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور اکثر فرماتے یہ لوگ بڑے مرتبہ والے ہوتے ہیں۔ یہ بھی فرماتے کہ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ ایسا ہی حضرت محی الدین ابن عربی کے متعلق فرماتے کہ کشف میں ان کا قدم بہت آگے بڑھا ہوا ہے۔

حضرت اقدس کا معمول تھا کہ سلسلہ کلام میں آپ کبھی کبھی مناسب موقعہ کوئی واقعہ گذشتہ بزرگوں کا بھی بیان فرماد یا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں علی العموم بعض اولیاء اللہ کے واقعات کو بیان کیا کرتے۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک بزرگ کے دل میں آیا کہ میلہ دیکھوں۔ جب گھر سے چلے تو کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ میلہ میں ایک سادھو بیٹھا ہوا ہے اُدھر سادھو کو کشف ہوا کہ ایک بزرگ چلا آرہا ہے۔ دونوں نے کشف کے ذریعہ ایک دوسرے کو دیکھا۔ آخر یہ بزرگ قریب پہنچے۔ تو سادھو نے اپنے چیلوں سے کہا کہ جلدی سے تہ بند باندھ لو۔ چیلے حیران ہو گئے کہ مسلمانوں کی طرح ہم کو تہ بند باندھواتا ہے۔ سادھو نے کہا کہ ایک مسلمان بزرگ آرہے ہیں۔ مجھے ان کا ادب مجبور کرتا ہے آخر چیلوں نے تہ بند باندھ لئے۔ وہ بزرگ بھی آپہنچے۔ تب سادھو نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ نہیں۔ جیسا آپ کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے بھی ہوتا ہے۔ اس پر اس بزرگ نے اپنی چھوٹی انگلی سے قدرے خون نکال کر سادھو کو کہا کہ اسے سونگھو۔ جب اس نے سونگھا تو کہا کہ خوشبو آتی ہے۔ پھر اس بزرگ نے کہا کہ اپنا خون نکال کر تم بھی سونگھو۔ جب اس نے اپنا خون نکال کر سونگھا تو اس میں بدبو معلوم ہوئی۔ بزرگ نے فرمایا:-

میرے اور تیرے درمیان اتنا ہی فرق ہے

تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا اس واسطے یہ بدبو ہے اس پر وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اس کی وہ کشفی قوتیں بھی موجود ہیں۔

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تقریروں میں دو امر خصوصیت سے مدنظر رہتے تھے۔ ایک تو اصلاح نفس اور تزکیہ قلوب۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کی عظمت کا اظہار۔ اور بسا اوقات آپ مثالوں اور کہانیوں کے سلسلہ میں بھی ان مقاصد کو پورا کرتے تھے۔ یہ واقعہ جو آپنے کسی بزرگ کا بیان فرمایا اس میں ایک تو اس امر کا ظاہر کرنا مقصود تھا کہ محض کشفی قوتوں کا بڑھ جانا یا خواب آجانے یہ انسانی زندگی کے روحانی مقصد کا کمال نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ بعض مجاہدات اور ریاضتوں کے سلسلہ میں ایسے لوگوں کو بھی میسر آجاتی ہیں جو **اسلام** سے بہرہ نہیں رکھتے اصل چیز **حقیقت اسلام** کا انسان میں عملاً پیدا ہونا ہے اور جب تک یہ حقیقت ظاہر نہ ہو یہ چیزیں کچھ قیمت نہیں رکھتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیکھنے والے اور آپ کی کتابوں کو پڑھنے والے جانتے ہیں کہ آپ ہمیشہ اس قسم کے خیالات کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے۔ جب کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور دعا کریں کہ مجھے الہام ہونے لگے یا خواب آیا کریں تو آپ ناپسند فرماتے کہ یہ

اصل مقصد نہیں

اصل مقصد انسانی زندگی کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے اسکو کامل محبت اور صدق و اخلاص اور کامل وفاداری کا مقام حاصل ہو جاوے اور رضا بالقضا کے مقام پر کھڑا ہو جاوے۔

غرض آپنے اس واقعہ کے بیان میں من وجہ سمجھایا ہے کہ مومن کا مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قطرات خون سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی محبت کی بو آتی ہے دوسرے بعض اوقات اللہ تعالےٰ کے بزرگ ولی بظاہر ایک ایسا فعل کرتے ہیں جو ایک ظاہر بین نظر میں محض اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی تہہ میں ایک مقصد نیک ہوتا ہے۔ اور وہ امر الٰہی کے نیچے ہوتا ہے۔ جیسے بظاہر وہ بزرگ میلہ دیکھنے گئے۔ لیکن حقیقت اسقدر تھی کہ ایک سادھو کو **تبلیغ اسلام** کریں۔ عرفانی)

زمانہ حال کے علماء کے فتاویٰ کی حیثیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

کہ اس زمانہ کے علماء (مولوی لوگ) جن کا تہ بند ٹخنوں پر گرتا ہے تو جھٹ کہدیتے ہیں کہ اس کے ٹخنے دوزخ کی آگ میں جلا دیئے جائینگے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تہہ بند اکثر ٹخنوں پر رہتا تھا۔ آپ کا پیٹ بڑھا ہوا تھا اسلئے تہہ بند نیچے اُتر کر ٹخنوں پر آجاتا تھا۔ اگر یہ فتویٰ جائز ہو جو یہ مولوی دیتے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی پر تو نہیں آسکتا۔ ایسا ہی اگر کسی کی مونچھیں بڑھی ہوئی ہوئیں تو جھٹ کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ مونچھوں کا کٹوانا تو سنت ہے۔ کفر کیسے لازم آیا۔

نوٹ:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ **فطرتی** اور **بلند نظری** کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ آپ عہد حاضرہ کے علماء سوء کے اسوقت بھی شاکی تھے۔ جب آپنے کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اور ان کے طریق فتویٰ بازی کو **اسلام** کی شان بلندی کے خلاف پاتے تھے۔ آپنے فرمایا کہ مفتی کو تقویٰ اللہ سے کام لینا چاہیئے اور اعمال اور نیات کا تعلق پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ بات بھی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ معمولی امور میں خوردہ گیری اور تشدد کا رنگ قابل اصلاح ہے۔ عرفانی)

ایک دفعہ مولوی عمر الدین گڑھ شنکر سے آیا۔ پرانی چال کا فقیر تھا آپکے پاس ایک دو روز رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضور کی طبیعت میں سادگی اور بے تکلفی ہے اور ہر شخص جو آتا ہے اس سے بے تکلفی سے باتیں کرتے ہیں۔ کہا کہ یہ **درویشی** نہیں۔ مینے سمجھا تھا درویش ہو گا۔ اور بد عقیدہ ہو کر چلا گیا۔

(نوٹ) مولوی عمر الدین صاحب گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور میں رہتے تھے اور ان کے زمانہ حیات میں عوام جہلا ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ ان میں اور دوسرے گدی نشین فقیروں میں کوئی خاص فرق یا امتیاز نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **منہاج نبوت** پر مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کی طبیعت میں تکلف اور نمود و نمائش بالکل نہ تھی۔ زمانہ حال کے بدعتی فقیر عبوس الوجہ ہوتے ہیں۔ ان کے طریق کلام میں دوسروں کی حقارت اور اپنی لاف زنی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے اس قسم کے تکلفات سے پاک رکھا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے معیار علم و عقل پر حضور کو دیکھنا چاہا۔ اور محروم رہ گیا۔ مگر خدا تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دیکھو کہ اس کے مرقد کے ارد گرد احمدیت ترقی کر رہی ہے اور اس کے ماننے والوں میں بہت سے سعادت مند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ خدام میں کامل اخلاص سے داخل ہو کر **اشاعت احمدیت** میں فدایانہ قدم اُٹھا رہے ہیں۔ ضلع ہوشیار پور کے راجپوتوں میں احمدیت سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے اللھم زد فزد آمین (عرفانی)

اسیطرح ایک مرتبہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ایک شناسا دار آپ کی تعریف سُن کر حاضر ہوا کہ مرزا صاحب بزرگ ہیں۔ ان کی بیعت کرتا ہوں لیکن جب آپ کے پاس آیا تو آپکو دیکھا کہ آپ ہر شخص سے

غریب ہو یا امیر، جاہل ہو یا عالم کھلی کھلی باتیں کرتے ہیں بنداں کی سی آپکے منہ سے باتیں نکلتی ہیں۔ اور لوگوں کا رواج تھا۔ کہ لوگ اسے بزرگ سمجھتے کہ جو شخص ان سے ملنے جاتا اس کو تنہائی میں ملتے اور علیحدہ لے کر بیٹھ جاتے اور خاموش رہتے اس نے جب ان تکلفات کو حضرت مسیح موعود میں نہ پایا۔ تو بے اعتقاد ہو کر چلا گیا۔

(نوٹ) یہ ایک واقعہ نہیں بہت سے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سادگی اور بے تکلفی اور جبلی نفرت اور گدی نشینوں کی مزورانہ عادت کے فقدان نے اس چشمہ حیات سے پرے رکھا۔ یہاں ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور وہ اس لئے محروم رہا کہ اس کے نقطۂ خیال کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پگڑی کی بندش درست نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم کرے (عرفانی)

مولوی رحیم بخش صاحب کہتے ہیں کہ ایک بات میں نے سنی تھی کہ آپکے پاس ایک عامل آکر رہا۔ اس نے آپکے اخراجات کو دیکھا کہ بہت زیادہ ہیں تو اس نے کہا کہ **مرزا صاحب! آپ کو ایک عمل بتا دوں** ۔ آپ کا خرچ بہت ہے آمدنی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ میرے عمل سے آپ کو یا بخرو پیہ روزانہ مل جایا کریں۔ دو تین دن تک آپ اس کی باتیں سنتے رہے۔ آخر ایک دن آپنے فرمایا کہ وہ روپیہ آپ کو کہاں سے آتا ہے۔ اس نے جواب میں ملائک کہا یا جن ۔ پھر آپنے فرمایا کہ **وہ کسی کا مال اُٹھا لاتے ہوں گے** یہ تو حرام ہے۔ اور ایسا خیال کرنا **شرک ہے** پھر بڑے جوش سے فرمایا:۔

اس سے توبہ کرو

اللہ تعالیٰ کو کلام کو سول لینا چاہتے ہو۔ وہ عامل پھر مرزا سلطان احمد صاحب کے پاس جاتا رہا۔

(نوٹ) اس واقعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلو روشنی میں آتے ہیں۔ اول یہ کہ **مال حرام** سے آپ کو کسقدر نفرت تھی۔ اور مال حرام کے متعلق آپ کا **نقطۂ خیال** کتنا بلند تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے آپ کس قدر جری اور دلیر واقع ہوئے تھے۔ تیسرے اللہ تعالیٰ پر توکل اور توحید الٰہی میں آپ کا یقین نہایت اعلیٰ درجہ پر تھا۔ اور شرک کی باریک در باریک راہوں سے بھی آپ کو نفرت تھی۔ چوتھے آپ کا اخلاص اور وجہ اللہ کے ماتحت ہوتا تھا۔ دنیوی مفاد اور اغراض زیر نظر نہ ہوتے تھے۔ پانچویں **حبّ مال** سے آپ کا قلب دھویا گیا تھا۔ بعض نادانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس قسم کا اعتراض بھی کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ اسطرح پر اموال حاصل کرنے کے لئے وظیفہ یا عملیات کرتے تھے۔ اس واقعہ سے اس اعتراض کی قلعی کھل جاتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قسم کے خلاف سنت اعمال و افعال کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ قابل غور امر ہے کہ ایک مدعی **عملیات** آپکے پاس آتا ہے۔ وہ اپنے **عمل** کو پیش کرنا چاہتا ہے مگر آپ اسے اس قسم کی باتوں سے توبہ کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اور اسے حرام ٹھیراتے ہیں یہ **پاکیزہ فطرتی** اور توکل علی اللہ کی صفت انھیں کو دیجاتی ہے۔ جن کی تطہیر خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی اس بشارت اور کفالت پر غیر متزلزل ایمان تھا

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

پھر آپ کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی۔ ع
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

مولوی رحیم بخش صاحب کہتے ہیں کہ میں اپنے گاؤں **بہادر حسین** جو قادیان سے نو میل کے فاصلہ پر ہے بڑے شوق سے آتا اور دو چار روز رہ کر حضور کی باتیں سن کر چلا جاتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے کہ علم پڑھوں فرمایا

ترجمہ قرآن شریف اور مشکوٰۃ پڑھ لینا

زیادہ علم آدمی کو متکبر بنا دیتا ہے۔ پھر میں اپنی والدہ سے اجازت لے کر موضع ماڑی بوچیاں جو کہ دریائے بیاس کے کنارے پر ہے مولوی نظام الدین صاحب پر چلا گیا۔ اور ان سے کہا کہ آپ مجھ کو ترجمہ قرآن شریف اور مشکوٰۃ شریف کتنی مدت میں ختم کرا دیں گے۔ انھوں نے دو سال کا وعدہ کیا۔ دو چار روز کے بعد انھوں نے کہا کہ کچھ صرف نحو پڑھ لو تو پھر عربی سمجھ میں آجاتی ہے۔ عاجز نے صرف و نحو شروع کر دی۔ کچھ پڑھی۔ مولوی صاحب بیمار تھے ایک روز کہنے لگے کہ رحیم بخش! مرزا صاحب کے پاس چلیں۔ کوئی دوائی ان سے لائیں۔ انکے والد بڑے حکیم تھے۔ مولوی صاحب حضور کے پاس دو تین دن رہے اور آپ کی حالت کو دیکھا۔ دوائی لے کر ماڑی واپس گئے۔ میں ساتھ تھا۔ جب ماڑی گئے تو کہنے لگے کہ **رحیم بخش! مرزا صاحب کا سینہ تو اللہ تعالیٰ نے کھولا ہوا ہے۔ ہمارا علم تو انکے سامنے کچھ چیز نہیں** ۔ حالانکہ انھوں نے کچھ زیادہ نہیں پڑھا۔ ہم لوگوں نے انتہا تک کتابیں پڑھی ہیں۔ جس قدر مولوی محمد حسین کو علم ہے۔ اتنا میں نے بھی پڑھا ہوا ہے لیکن مرزا صاحب نے تو اسقدر تعلیم نہیں پائی **ان کو غیبی علم ہے** ۔ مولوی صاحب اس کے بعد سال یا اس سے زیادہ زندہ رہے **آپ کے** (حضرت صاحب) **عاشق رہے اور آپکی تعریف کرتے رہے** ۔

عفو کی ایک نہایت اعلیٰ مثال

(منقول از "الفضل")

جناب محمد عمر حیات صاحب نے جو ایک عرصہ سے کینیا کالونی (افریقہ) میں کاروبار کرتے ہیں۔ حال ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پرانا واقعہ لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ جس سے عفو کی ایک نہایت اعلیٰ مثال ملتی ہے۔ اور پتہ لگتا ہے کہ جس انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ اس کے دل کو ہمدردی و خیر خواہی کے جذبہ سے اس طرح بھر دیتا ہے کہ اس میں کسی کے متعلق خواہ اس کا رویہ کتنا ہی دل آزار اور تکلیف دہ کیوں نہ ہو۔ اور وہ کیسی ہی معیوب اور مذموم حرکات کا ارتکاب کیوں نہ کر چکا ہو۔ رنج و غصہ کے ایک شائبہ کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ اور جب کوئی گستاخ اور بے ادب انسان اپنی گستاخی کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہو کر طالب امداد ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے مامور کے دل میں اس کے لئے اس سے بھی زیادہ محبت اور ہمدردی جوش زن ہو جاتی ہے۔ جو ایک ماں کے دل میں اپنے اکلوتے بچے کو دکھ اور مصیبت کی حالت میں دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر وہ اسکے لئے سب سے زیادہ طریق اختیار کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے کہ جو مصیبت اس کے ایک خطا کار بندہ پر آئی ہے وہ دور کر دیجائے۔ کیونکہ وہ اپنی گستاخی پر نادم اور اپنے کئے پر پشیمان ہے اس پر خدا تعالیٰ اس کے دل سے نکلی ہوئی دعا کو سنتا۔ اور گرفتار مصیبت پر رحم فرما دیتا ہے۔ ذیل کا واقعہ اس قسم کی ایک نہایت ایمان پرور مثال ہے۔ محمد عمر حیات صاحب لکھتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کارڈ میرے پاس ۱۹۰۷ء کا تھا جو ایک شخص صوبیدار مردان علی صاحب کے متعلق تھا۔ جو ہماری پلٹن ۱۲۳ میں تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں اخبار البدر پڑھتے ہوئے گستاخانہ الفاظ منہ سے نکالنے کی وجہ سے ماخوذ عذاب ہوئے تھے۔ یعنی اس درشت کلامی کے چند ہفتہ بعد ہی ان کی کمپنی کی ایک سنگین گم گئی۔ صوبیدار صاحب نے ایک دوسرے شخص کی دوسری کمپنی سے سنگین منگا کر اس پر نمبر تبدیل کرنے کے لئے ایک مستری کو رات کے دس بجے دیا۔ چونکہ اس مستری کو صوبیدار صاحب مذکور سے کوئی دلی کدورت تھی۔ اس لئے وہ رات کے گیارہ بجے کرنل Scallon کے پاس وہ سنگین مسروقہ گیا اور اس کی رپورٹ کر دی۔ دوسرے دن کرنل صاحب نے میجر Delamain کو جو اس کمپنی کا کمانڈنگ تھا بلا کر حکم دیا کہ جا کر Arm Inspection کرو۔ اس وقت یہ کمپنی Camp Jalila میں تھی اور پلٹن کا ہیڈ کوارٹر کیمپ Dhalla میں تھا۔ میں اور میجر Delamain صاحب وہاں سے گھوڑے پر سوار ہو کر جلیلہ کیمپ میں گئے اور جاتے ہی انسپکشن آرمز کا حکم دیا۔ اس پر صوبیدار صاحب نے رپورٹ کی کہ ایک سنگین گم ہے۔ میجر صاحب نے صوبیدار کو نظر بند کر لیا۔ اور کمپنی کے حوالدار کو بھی نظر بند کیا گیا اور جس سپاہی کی سنگین تھی اس کو قید کیا گیا۔ آخر ان کے کاغذات پونہ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ کے پاس آتے جاتے رہے آٹھ ماہ گزر گئے ...... آخر ایک روز صوبیدار نے مجھے بلا کر کہا کہ یہ آفت معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے حق میں ناشائستہ کلام کرنے کا نتیجہ ہے۔ تم حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھو اور معافی اور دعا کے لئے عرض کرو۔ میں نے اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس خط لکھا جس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی مخلوق بچوں کی طرح ہے۔ وہ کسی کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ صوبیدار صاحب سے کہیں کہ کثرت سے استغفار کریں کہ میں بھی دعا کروں گا اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوبیدار صاحب کا کورٹ مارشل ہوا۔ تو ان کی صرف اسی میعاد تک کہ وہ نظر بند رہے تنخواہ ضبط کی گئی اور انھیں پنشن پر بھیج دیا گیا۔ اس طرح وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے سخت سزا سے جو کہ اس قسم کے حالات میں لازمی ہوتی ہے محفوظ رہے۔

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ و سوانح حضرت والدہ صاحب تفصیل مفصل کتابی صورت میں شائع کر رہے ہیں جس کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس مجلس مشاورت پر فرمایا:۔

"یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہئے۔ اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو گا اب آپ دیکھ لیں کہ آپنے اس کتاب کو خرید لیا ہے"

رعیۃ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے الحکم ۲۱ر اگست ۳۴ء)

عادت اللہ اسی طرح پر ہے کہ زمانہ ترقی کرتا ہے۔ آخر وہ زمانہ آگیا جو خاتم النبیین کا زمانہ تھا۔ جو ایک ہی شخص تھا جس نے یہ کہا یٰایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ کہنے کو تو یہ چند لفظ ہیں۔ اور ایک اندھا کہہ سکتا ہے کہ معمولی بات ہے۔ مگر جو دل رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے اور جو کان رکھتا ہے وہ سنتا ہے۔ جو آنکھیں رکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ یہ الفاظ معمولی الفاظ نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ معمولی لفظ تھے تو تبلاؤ کہ موسیٰ علیہ السلام کو یا مسیح علیہ السلام کو یا کسی اور نبی کو بھی یہ طاقت کیوں نہیں ہوئی۔ کہ وہ یہ لفظ کہہ دیتا۔ اصل یہی ہے۔ جس کو یہ قوت یہ منصب نہیں ملا وہ کیونکر کہہ سکتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ کسی نبی کو یہ شوکت یہ جلال نہ ملا جو ہمارے نبی کریم کو ملا۔ بکری کو اگر ہر روز گوشت کھلاؤ تو وہ گوشت کھانے سے شیر نہ بن سکے گی۔ شیر کا بچہ ہی شیر ہوگا۔ پس یاد رکھو یہی بات سچ ہے کہ اس نام کا مستحق اور واقعی حقدار ایک تھا جو محمد کہلایا۔ یہ داد الٰہی ہے۔ جس کے دل و دماغ میں چاہے یہ قوتیں رکھ دیتی ہے۔ اور خدا خوب جانتا ہے کہ ان قوتوں کا محل اور موقع کون ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں کہ اس راز کو سمجھ سکے۔ اور ہر ایک کے منہ میں وہ زبان نہیں جو یہ کہہ سکے کہ

اِنّی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا

جب تک روح القدس کی خاص تائید نہ ہو یہ کام نہیں نکل سکتا۔ رسول اللہ میں وہ ساری قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی تھیں جو محمد بنا دیتی ہیں۔ تاکہ وہ بالقوہ باتیں بالفعل میں بھی آجاویں۔ اس لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا ایک قوم کے ساتھ جو شفقت کرنی پڑتی ہے تو کس قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایک خدمت گار شریر ہو تو اس کا درست کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آخر تنگ اور عاجز آکر اس کو بھی نکال دیتا ہے۔ لیکن وہ کس قدر قابل تعریف ہوگا۔ جو اسے درست کرلے۔ اور پھر وہ تو بڑا ہی مرد میدان ہے جو اپنی قوم کو درست کرسکے۔ حالانکہ یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر وہ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ سوچو تو سہی کس قدر کامل اور زبردست قویٰ کا مالک ہوگا۔ مختلف طبیعت کے لوگ۔ مختلف عمروں۔ مختلف ملکوں۔ مختلف خیال مختلف قویٰ کی مخلوق کو ایک ہی قویٰ کے نیچے رکھنا اور پھر ان کی تربیت کرکے دکھا دینا۔ اور تربیت بھی کوئی جسمانی نہیں۔ بلکہ روحانی تربیت خداشناسی اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا۔ اور نری تعلیم ہی نہیں بلکہ عامل بھی بنا دینا۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ دنیا کے لئے اجتماع بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان میں ذاتی مفاد اور دنیوی لالچ کی ایک تحریک ہوتی ہے۔ مگر کوئی یہ تبلاوے کہ محض اللہ کے لئے پھر ایسے وقت میں کہ اس جلالی نام سے کل دنیا ناواقف ہو۔ اور پھر ایسی حالت میں اس کا اقرار کرنا دنیا کی تمام مصیبتوں کو اپنے سر پر اٹھا لینا ہو۔ کون کسی کے پاس آسکتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والے میں عظیم الشان قوت جاذب نہ ہو کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف کھنچ آویں۔ اور وہ تمام تکلیفیں اور بلائیں اُن کے لئے محسوس اللذات اور مدرک الحلاوت ہو جاویں۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کی طرف غور کرو۔ تو پھر کیسا روشن طور پر معلوم ہوگا کہ آپ ہی اس قابل تھے کہ محمد نام سے موسوم ہوتے۔ اور اس دعوے کو جیسا کہ زبان سے کہا گیا تھا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا اپنے عمل سے بھی کرکے دکھاتے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ اس میں اس امر کی طرف صریح اشارہ ہے کہ آپ اُس وقت دنیا میں آئے۔ جب دین اللہ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور عالمگیر تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اور گئے اُس وقت کہ جب کہ اس نظارہ کو دیکھ لیا کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا جب تک اس کو پورا نہ کر لیا نہ تھکے۔ نہ ماندہ ہوئے مخالفوں کی مخالفتیں اور اعدا کی سازشیں اور منصوبے قتل کرنے کے مشورے۔ قوم کی تکلیفیں آپ کے حوصلہ اور ہمت کے سامنے سب ہیچ اور بیکار تھیں۔ اور کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جو اپنے کام سے ایک لمحہ کے لئے بھی روک سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس وقت تک زندہ رکھا جب تک کہ آپ نے وہ کام نہ کر لیا۔ جس کے واسطے آئے تھے۔ یہ بھی ایک سر ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے جھوٹوں کی طرح سے نہیں آتے۔ اسی طرح آپ کی صدق نبوت پر آپ کی زندگی سب سے بڑا نشان ہے۔ کوئی ہے جو اس پر نظر کرے! آپ کو دنیا میں ایسے وقت بھیجا کہ دنیا میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور اُس وقت تک آپ کو زندہ رکھا کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کی آواز آپ کو نہ آگئی اور فوج کی فوجیں اسلام میں داخل ہوتی ہوئی آپ نے دیکھ لیں۔ غرض اسی قسم کے بہت سے وجوہ ہیں جن سے آپ کا نام محمد رکھا گیا۔

پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا وہ احمد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے اس نام کی پیشگوئی کی تھی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کی بشارت دیتا ہوں۔ اور اُس کا نام احمد ہوگا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی حد سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ اس لفظ سے صاف پایا جاتا ہے۔ اور سچی بات بھی یہی ہے کہ کوئی اُسی کی تعریف کرتا ہے جس سے کچھ لیتا ہے۔ اور جس قدر زیادہ لیتا ہے اُسی قدر زیادہ تعریف کرتا ہے۔ اگر کسی کو ایک روپیہ دیا جاوے تو اسی قدر تعریف کرے گا۔ اور جس کو ہزار روپیہ دیا جاوے تو اسی قدر تعریف کرے گا۔ غرض اس سے واضح طور پر پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ خدا کا فضل پایا ہے۔ دراصل اس نام میں ایک پیشگوئی ہے کہ یہ بہت ہی بڑے فضلوں کا وارث اور مالک ہوگا۔ پھر آپ کے مبارک ناموں میں ایک سر یہ ہے کہ محمد اور احمد جو دو نام ہیں اُن میں دو جدا جدا کمال ہیں۔ محمد کا نام جلال اور کبریائی چاہتا ہے۔ جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے مگر احمد کا نام اپنے اندر ایک عاشقانہ رنگ رکھتا ہے۔ کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ وہ اپنے محبوب و معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ اسلئے جیسے محمد محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں ایک سر یہ تھا کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکی زندگی جو ۱۳ برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری وہ زندگی ہے۔ جو مدنی زندگی ہے اور وہ دس برس کی ہے۔ مکہ کی زندگی میں اسم احمد کی تجلی تھی اُس وقت آپ کے دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلب استعانت اور دعا میں گذرتی تھی اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرع و زاری آپ نے اس مکی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں بھی نہیں کی۔ اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپ کی تضرع اپنے لئے نہ تھی بلکہ یہ تضرع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نشان چونکہ مٹ چکا تھا۔ اور آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذت اور سرور آچکا تھا۔ اور فطرتاً دنیا کو اس لذت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو اُن کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ و زاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ یہ آپ کی متضرعانہ زندگی تھی اور اسم احمد کا ظہور تھا۔ اُس وقت آپ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمد کی تجلی کے وقت ہوا۔ جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے و استفتحوا و خاب کل جبار عنید

یہ سنت اللہ ہے کہ مامور من اللہ ستائے جاتے ہیں مشکل پر مشکل اُنکے سامنے آتی ہے نہ اسلئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اسلئے کہ نصرت الٰہی کو جذب کریں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی مکی زندگی کا زمانہ مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے۔ چنانچہ

مکہ میں ۱۳ برس گذرے - اور مدینہ میں دس برس اور جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے - ہر نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ یہی حال ہوا - کہ اوائل میں دکھ دیا گیا ہے مکار - فریبی - دوکاندار اور کیا کیا کہا گیا ہے - کوئی بُرا نام نہیں ہوتا - جو ان کا نہیں رکھا جاتا - وہ نبی اور مامور ہر ایک بات کی برداشت کرتے ہیں - اور ہر دکھ سہ لیتے ہیں - لیکن جب انتہا ہو جاتی ہے - تو پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے دوسری قوت ظہور پکڑتی ہے - اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کا دکھ دیا گیا ہے اور ہر قسم کا بُرا نام آپ کا رکھا گیا ہے - آخر آپ کی توجہ نے زور مارا - اور انتہا تک پہنچی جیسا استفتحوا سے پایا جاتا ہے - اور نتیجہ یہ ہوا - وخاب کل جبار عنید تمام شریروں اور شرارتوں کے منصوبے کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا - یہ توجہ مخالفوں کی شرارتوں کے انتہا پر ہوتی ہے - کیونکہ اگر اول ہی ہو تو خاتمہ ہو جاتا! مکہ کی زندگی میں حضرت احدیت کے حضور گرنا اور چلانا تھا اور وہ اس حالت تک پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے - مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور اخراج کے منصوبوں میں سرگرم رہتے تھے سب کے سب ہلاک ہوئے اور باقیوں کو اس کے حضور عاجزی اور منت کے ساتھ اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے معافی مانگنی پڑی - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھو کہ کس قدر فائدہ پہنچا - ایک زمانہ میں ایمان لائے تھے - اور چار برس کا توقف ہو گیا - اللہ تو خوب مصلحت سمجھتا ہے کہ اس میں کیا سر تھا - ابوجہل نے تلاش کی کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جاوے - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے - اسوقت حضرت عمر بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے اور شوکت رکھتے تھے - انھوں نے آپس میں مشورہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیڑا اٹھایا اور معاہدہ پر حضرت عمرؓ اور ابوجہل کے دستخط ہو گئے اور قرار پایا کہ عمر اگر قتل کر آویں تو اس قدر روپیہ دیا جاوے -

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳)

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ جو ایک وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے جاتے ہیں - دوسرے وقت وہی عمر رضی اللہ عنہ اسلام میں شہید ہوتے ہیں وہ کیا عجیب زمانہ تھا!!! الغرض اسوقت یہ معاہدہ ہوا کہ میں قتل کرتا ہوں - اس تحریر کے بعد آپ کی تلاش اور جستجو میں لگے - راتوں کو پھرتے تھے کہ کہیں تنہا مل جائیں تو قتل کر دوں - لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ تنہا کہاں ہوتے ہیں - لوگوں نے کہا کہ نصف رات گزرنے کے بعد خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھا کرتے ہیں - حضرت عمر یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے - چنانچہ خانہ کعبہ میں آ کر آپ چھپ رہے - جب تھوڑی دیر گذری تو جنگل سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آنی شروع ہوئی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آواز تھی - اس آواز کو سن کر یہ معلوم کر کے کہ وہ ادھر ہی کو آ رہی ہے - حضرت عمر اور بھی احتیاط کر کے چھپے اور یہ ارادہ کر لیا کہ جب سجدہ میں جائینگے تو سر مبارک تلوار مار کر جدا کر دوں گا - آپ نے آتے ہی نماز شروع کر دی - پھر اس کے آگے کے واقعات حضرت عمر خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اسقدر رو رو کر دعائیں کیں کہ مجھ پر لرزہ پڑنے لگا - یہاں تک کہ آنحضرت نے یہ بھی کہا کہ سجد لک روحی وجنانی یعنی اے میرے مولا میری روح اور میرے دل نے بھی تجھے سجدہ کیا - حضرت عمر کہتے ہیں کہ اُن دعاؤں کو سن سن کر جگر پاش پاش ہوتا تھا - آخر میرے ہاتھ سے ہیبت حق کی وجہ سے تلوار گر پڑی - میں نے آنحضرت کی اس حالت سے سمجھ لیا کہ یہ سچا ہے اور ضرور کامیاب ہو جائے گا - مگر نفس امارہ بُرا ہوتا ہے - جب آپ نماز پڑھ کر نکلے میں پیچھے پیچھے ہو لیا - پاؤں کی آہٹ جو آپ کو معلوم ہوئی - رات اندھیری تھی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ عمر - آپ نے فرمایا اے عمر تو رات کو پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ دن کو — اسوقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی خوشبو آئی - اور میری روح نے محسوس کیا کہ آنحضرت بددعا کرینگے - میں نے عرض کیا یا حضرت بددعا نہ کریں - حضرت عمر کہتے ہیں کہ وہ وقت اور گھڑی میرے اسلام کی تھی - یہانتک خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں مسلمان ہو گیا اب سوچو اس تضرع اور بکا میں کیسی تلوار مخفی تھی کہ جس نے عمر جیسے انسان کو جو قتل کے لئے معاہدہ کر کے آتا ہے اپنی ادا کا شہید کر لیا - اس توجہ اور زاری میں ایسی تلوار ہوتی ہے جو سیف و سنان سے بڑھ کر کام کرتی ہے - غرض وہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا اسم احمدؐ کے ظہور کا زمانہ تھا - اسلئے مکہ میں عاشقانہ رنگ کا جلوہ دکھایا اور اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا - اور ہزاروں موتیں اپنے اوپر وارد کر لیں - اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس جوش وفا تضرع اور دعا و بکا کا اندازہ نہیں کر سکتا - ان موتوں کے بعد وہ قوت اور وہ زندگی آپ کو ملی کہ ہزاروں لاکھوں مردوں کے زندہ کرنے والے ٹھیرے اور حاشر الناس کہلائے - اور اب تک اپنی قوت قدسی کے زور سے کروڑہا مردوں کو زندہ کر رہے ہیں - اور قیامت تک کرتے رہینگے -

پس اس کی مکی زندگی اور عاشقانہ ظہور کے بعد جو اسم احمد کی تجلی تھی - دوسرا دور آپ کی جلالی زندگی اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا معشوقانہ شان میں ہوا - چونکہ مکے والوں کی دشمنی کی انتہا ہو چکی تھی - اور دعاؤں اور توجہ کی حد ہو گئی نابکار مخالفوں کی عداوت حد سے بڑھ کر بیت اللہ سے نکال دینے کا باعث ہوئی اور اس پر بھی بس نہ کی بلکہ تعاقب کیا - اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا باقی نہ رکھا تو آپ مدینہ تشریف لائے اور پھر حکم ہوا کہ مداخلت کی جاوے اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور جلال الٰہی نے اسم محمدؐ کا جلوہ دکھانے کا ارادہ فرمایا - جس کا ظہور مدنی زندگی میں ہوا -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے کی غرض و غایت تو صرف یہ تھی کہ دنیا پر اس خدا کا جلال ظاہر کریں جو مخلوق کی نظروں اور دلوں سے پوشیدہ ہو چکا تھا - اور اس کی جگہ باطل اور بے ہودہ معبودوں بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی - اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی اور جلالی زندگی میں جلوہ گری فرماتا - اور اپنے دست قدرت کا کرشمہ دکھاتا - پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل نمونہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور محبوب الٰہی بننے کا ہے - اسلئے اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم یعنی اُن کو کہدو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ اور تمھارے گناہ بخش دیئے جاویں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو -

کیا مطلب میری پیروی ایسی شے ہے جو رحمت الٰہی سے ناامید ہونے نہیں دیتی - گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی - اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے - اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں - اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہوگا - کہ تم میری پیروی کرو -

اس آیت سے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت و مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب الٰہی کا حقدار نہیں بن سکتا - انوار و برکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں - جب تک وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے

اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے - اس کو وہ ایمانداری محبت اور عشق دیا جاتا ہے - جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے - اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے اس کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانیوالا ہوں - جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں غرض یہ ہے وہ علوم جو مدار نجات ہیں - یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتی جو بتوسط روح القدس انسان کو ملتی ہے - اور قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر اور پکار کر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے اور وہ تمام لوگ جو بخل اور عناد کی وجہ سے نبی کریم کی متابعت کی وجہ سے سرکش ہیں - جو شیطان کے سایہ کے نیچے ہیں - ان میں اس پاک زندگی کی روح نہیں ہے وہ بظاہر زندہ کہلاتا ہے - لیکن مردہ ہے - جبکہ شیطان اس کے دل پر سوار ہے - افسوس اس کو موت یاد نہیں ہے موت کیا دور ہے - جس کی پچاس سن کی عمر ہو چکی ہے اگر وہ زندگی پائے گا - تو دو چار برس اور پالے گا - یا زیادہ سے زیادہ دس برس - اور آخر مرنا ہوگا - موت ایک یقینی شے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا - میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں - مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے - بدبخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو - سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ تو عمر ہی ہے - ایسا نہ ہو کہ موت آ جاوے - اور یہ حسرت لے کر دنیا سے کوچ کرے -

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعائیں

اپنی اولاد کے حق میں!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینکڑوں نہیں ہزاروں دعائیں اپنے مولےٰ کے حضور کیں۔ جن کے پڑھنے سے رُوح وجد کرتی ہے۔ اور دل سرور سے بھر جاتا ہے۔ اور پڑھنے والے کو محسوس ہونے لگتا ہے۔ کہ جس انسان کے منہ سے یہ کلمات نکل رہے ہیں وہ اس دنیا کا انسان نہیں۔ بلکہ اس دنیا سے بہت بلند و بالا ہستی ہے۔ دُعا کیا ہے؟ وُہ خدا اور اس کے بندے کے درمیان ایک راز ہے۔ انسان ہمیشہ اس امر کی خواہش کرتا ہے۔ کہ اس کے رازوں پر کسی کو اطلاع نہ ہو۔ جس طرح انسان اپنے جسم کے عیبوں کو لباس کے ذریعے ڈھانپ لیتا ہے۔ تاکہ کوئی غیر اس پر مطلع نہ ہو سکے۔ مگر جب عالم تنہائی میں ہو۔ یا کسی محرم کے سامنے تو وُہ اس حجاب کو دور کر دیتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنی خواہشات اور تمنیات کا تذکرہ کسی سے نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اس کے پوشیدہ خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے مالک و خالق کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ اس وقت عالم تنہائی میں وہ سب کچھ بیان کر دیتا ہے۔ اور اسے اپنے مولےٰ سے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اس وقت وہ اور ہر قسم کی مخفی در مخفی باتیں بھی کہہ گذرتا ہے۔ پس دعا ان رازوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو انسان لوگوں سے چھپاتا ہے۔ مگر خالق ارض و سماء کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ وہ اس کا صحیح آئینہ ہوتا ہے۔ اور اس کے قلب کا سچا نقشہ ہوتا ہے۔ الحکم سیدو مولےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے بہت سے منظر پیش کر چکا ہے۔ جو آپ کی پاکیزگی۔ اور عظمت کی کھلی دلیل ہیں۔

اسی ضمن میں میں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعائیں جو آپ نے اپنی اولاد کے حق میں مانگی ہیں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو کہ آپ اپنی اولاد کے لئے کس چیز کے طالب تھے۔ اور کیا مانگتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کی ان دعاؤں کو سُنا۔ اور قبول کیا۔ واقعات خود بتلاتے ہیں۔ کہ وہ دعائیں لفظ لفظ پوری ہو کر رہیں۔ اور کچھ حصے ابھی پورے ہو رہے ہیں۔ دشمنوں کا اعتراض تھا۔ کہ آپ نعوذ باللہ مفتری ہیں۔ اور مفتری پھلا پھولا نہیں کرتا۔ آپ نے واقعات کی رُو سے اس امر کی تردید کی۔ اور بتلایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے پھیلایا اور اس قدر بڑھایا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ مجھے اولاد دی۔ اور اس کے بڑھنے کے متعلق بشارتیں دیں۔ میں نے اس اولاد کے متعلق دعائیں کیں۔ اور وہ دعائیں سنی گئیں۔ اور آج ہم دعاؤں کو پورے ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ اب یہ سلسلہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ حضرت میرزا ناصر احمد صاحب کی شادی و خصتانہ کی خوشخبری تمام جماعت تک پہونچ چکی ہے اور اب ۲۶ر اگست ۱۹۳۴ء کو حضرت میرزا منصور احمد صاحب خلف الرشید حضرت میرزا شریف احمد صاحب کی تقریب رخصتانہ حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ادا ہو گی۔ جو ان دعاؤں کی قبولیت کی اک دلیل ہے۔ نیز یہ دعائیں اپنی برکت سے اور بھی مزید کامیابیوں کو ہمارے قریب کر دینگی۔ اور اس طرح اب وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ ہر سال بلکہ ہر ماہ ہمارے لئے کوئی خوشی کی تقریب لا کر ان دعاؤں کی قبولیت کی نظیر پیش کیا کرے گا۔ اللھم زد فزد؛

(محمود احمد عرفانی)

(۱)

... سے ہی یہ ثمر ہیں
تو بیجے وعدو ا...
کر انکو نیک قسمت ...
دے رشد اور ہدایت اور عمر...
اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو

یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
جاں پُر ز نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو

ان پر ہیں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
میری دعائیں ساری کریو قبول باری
ہم تیرے در پہ آئے لیکر امید بھاری
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
اس کے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر
یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے
چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے
اے میرے دلکے پیارے اے مہرباں ہمارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے
اے میری جاں کے جانی اے شاہِ دو جہانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
اپنی پناہ میں رکھیو سنکر یہ میری زاری
اے واحد یگانہ اے خالق زمانہ
تیرے حضور تینوں دیں کے قمر بنانا
فکروں سے دل حزیں ہے۔ جاں درد سے قریں ہے
ہر غم سے دور رکھنا تو ربّ عالمیں ہے
اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا
خود میرے کام کرنا یارب نہ آزمانا۔
یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہر انور
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں۔
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
کر دور ان سے یارب دنیا کے سارے پھندے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں سن لے اور عرض چاکرانہ
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
ہر رنج سے بچانا دُکھ درد سے چھڑانا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
یہ ہادیٔ جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
حق پہ نثار ہوں مولےٰ کے یار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(۲)

مرے مولےٰ یہ میری اک دعا ہے۔
وہ دے مجھکو جو اس دل میں بھرا ہے
میری اولاد جو تیری عطا ہے۔
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
عجب محسن ہے تو بحر الایادی

تری درگاہ یہ عجز و بُکا ہے۔
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی

برات ان کو عطا کر بندگی سے
بچانا اے خدا بد زندگی سے
فسبحان الذی اخزی الاعادی

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال
یہی امید ہے دل نے بتا دی

نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجّال
نہ ہوں وُہ دُکھ میں اور رنجوں میں پامال
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دُعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ۔
یہی امید ہے اے میرے ہادی

نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ۔
میرے مولےٰ انہیں ہر دم بچانا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تہنیت نامہ کدخدائی والا جاہ خدا آگاہ منظور بارگاہ احد صاحبزادہ منصور احمد نبیرہ حضرت سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام

قرۃ العین عالی جناب مجد انتساب میرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد

باز از فضل کردگار غفور   نصرت ایزدی نمود ظہور
بارک اللہ عترت احمد   آں یکے ناصر ایں دگر منصور
علم در ذات ایں ہمہ سادات   لمعۂ طور در ہیاکل نور
لوحش اللہ ہر صغیر و کبیر   گشتہ از جام تہنیت مسرور
جملہ تکبیر گو صغار و کبار   جملہ تسبیح خواں اناث و ذکور
آل اطہار حضرت مہدی   در ضیاء و سنا چو شعلۂ طور
جملہ شاں بہر طالبان خدا   شہر ویرانہ ساختہ معمور
در دعاہائے خویش می شنوند   از ملک ان سعیکم مشکور
در رہ دین مبلغان ہدے   ذات شاں از ریا و سمعت دور
محو گردیدہ در رضائے خدا   طبع ہر یک ز حب جاہ نفور
قاہر طبع شاں عزیمت خاص   صف اعدائے دیں شود مقہور
ہر تنے خواستند ز حق بدعا   کہ شود احمدی شہ فغفور
عزم دارند کایں خرابۂ دہر   گردد از دین احمدی معمور
ہر جوانے بعلم و فضل شہیر   مثل افتاب در جہاں مشہور
سعی دارند در فلاح الناس   بعد صوم و صلوٰۃ تا مقدور
دست خالی ز سبحۂ زر دیر   دوش فارغ دلق جبہ زور
نہ چو شیخاں خانقاہ نشین   بر ریاضات خویش مغرور
ہیچگہ پیرزادگاں آسا   نفر دشنند کبر و عجب و غرور
نو لیسند چوں عزائم خواں   حرز بازو برائے ہر رنجور
ہمچو پیراں نظر نمی دوزند   برکف دست کس برائے نذور
بہر تفریح کردہ اند پسند   درسگاہ علوم دار سرور
دین و دنیا بذات شاں نازاں   بہ اولاد ایزدی و خشور
ناز دارند از خدا و رسول   منتفخ نے ز باہر و تیمور
بر خلاف اکابر اقوام   از قدمبوس و خاکبوس نفور
نستانند صدقۂ ز کسے   چو گروہ مجاوراں قبور
جملہ شاں سیرت ملک دارند   جملہ شاں راست صورتے چوں حور
عصمت اندر وجود شاں مضمر   عفت اندر نہاد شاں مستور
ایں نساء و رجال آل مسیح   بر سپہر شرف شموس و بدور
اگرچہ فی اللہ اجنبش اند ہمہ   لیک لیکن بحال یک معذور
نصرت اللہ عیاں ز چہرۂ شاں   ہست گر ناصرہ دگر منصور
ایں بنی فارس آل سلمانند   بہر تجدید دیں شدہ مامور
غیر فرقان یا حدیث نبی   نیست در بزم شاں دگر مذکور
بانگ تمجید جائے چنگ و رباب   ذکر حق جائے بربط و طنبور
راستی کار و راستی است شعار   ہر نبی زادہ را ز بد و شعور
ناز بر اسوۂ نبی دارند   نے ز خان خطا و نے فغفور
ہمہ در علم و حلم راس و رؤس   ہمہ در بذل و فضل صدر صدور
چوں تکلم کنند حسن بیال   می کنند قلب یک جہاں مسحور
ہر یکے در مکارم اخلاق   شمس نصف النہار ساں مشہور
دادہ خالق ز فضل با ہر یک   در مقاسات و ہر نفس صبور
ہم عنایت نمودہ از پے دیں   ہمتے بس بلند طبع و غیور
دیدہ ہا دیدباں شرع تقے   در ریاض ہوٰی نظر ناظور
زیب عینین کحل غض بصر   غیرت افزائے نرگس مخمور
دین حق زندہ زیں نبی فارس   حاسدانش مردگاں قبور
کردہ در بر لباس از تقوٰے   دل ندادہ باطلس و سیفور
شاہبازاں اوج توحید اند   شرک و بدعت بہ پیش شاں عصفور
می برد نفحۂ شمائل شاں   شرق و غرب جہاں صباد دبور
از شمیم نسیم خلق کریم   عطر باختہ در عبور و مرور
ہر جواں مرد در جوانی خویش   ہمچو یحییٰ نبی عفیف و حصور
زیں توفی عترت احمد   حاسداں راست در جگر ناصور
فخر دارند بر غلامی شاں   گرچہ باشد جنید یا طیفور
کہ خدائی کہ سنت نبویست   کردہ ہر یک ازیں جہت منظور
ورنہ تسخیر راجگان و ملوک   در دل پاک شاں نمودہ عبور
یا الٰہی تو آل احمد را   در اماں دار تا مرور دہور
مدت العمر غم نہ پیش آید   خاطر شاں زیاد حق مسرور
از سہام فلک مشبک باد   چشم بد بیں چو لانۂ زنبور
ز آتش کینہ سینۂ اعدا   یاد در دہر غیرت تنور
اگر داری عداوت سادات   باش خائف ز یوم بعث و نشور
خود نہ بیند ضیائے مہر منیر   ہر کہ دارد بچشم خویش فتور

یکدمے خدمت سلیمان کن
تا بفہمی تو سر لطن طیور

(از خاکسار عبید اللہ بسمل احمدی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ

مجاہد ایران حضرت شاہزادہ عبدالمجید خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱)

(نمبر۴)

شاہزادہ والا گوہر کو تبلیغ

میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ آپ کو تبلیغ کا بیحد شوق اور جوش تھا۔ اور خصوصیت سے اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کو بھی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ آپ کے عزیزوں میں ایک شاہزادہ والا گوہر نام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ ۱۸۹۵ء میں وہ جہلم میں متعین تھے۔ شاہزادہ صاحب وقتاً فوقتاً ان کو تبلیغ کرتے رہتے۔ اور کبھی کبھی یہ تبلیغی سلسلہ مناظرہ کا رنگ اختیار کر لیتا۔ شاہزادہ صاحب بہت کم گو واقع ہوتے تھے۔ اور وہ غیر معقول اور لغو باتوں کا کبھی جواب نہ دیتے تھے شاہزادہ صاحب کی اس خاموشی اور اعراض عن اللغو سے ناجائز فائدہ اٹھا کر جہلم کے اخبار سراج الاخبار میں ایک مضمون شائع کرا دیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ نعوذ باللہ شاہزادہ والا گوہر نے شاہزادہ صاحب پر احمدیت کی غلطی ثابت کر دی۔ جب یہ مضمون شائع ہوا۔ تو شاہزادہ صاحب کو بہت ہی صدمہ ہوا۔ ایسا صدمہ کہ کسی دنیوی نقصان یا عزیز ترین وجود کی موت پر نہیں ہو سکتا تھا آپ بے قرار ہو گئے۔ یہ آپکے **اخلاص** اور ثبات قدم کی ایک دلیل تھی اس پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور مندرجہ ذیل مکتوب اپنی برئیت کے لئے لکھا۔ اسلئے کہ مومن اپنے اوپر کسی قسم کا الزام نہیں لے سکتا۔ یہ مکتوب بجائے خود حضرت شاہزادہ صاحب کی سیرۃ کے بعض پہلوؤں کو نمایاں کر رہا ہے اور وہ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اے شہ والا ہمم سایہ فضل خدا
جان و دل انبیاء تاج سر اولیاء
جلوۂ حسن ازل پرتو مہر رخت
مصحف رخسار تو آیت نور خدا
قامت رعنائے تو نخل گلستان قدس
چہرۂ زیبائے تو چوں خور تاباں صفا
ہر الے را دہ ایک نظر لطف تو۔
نسخہ دیدار تو ہر مرضے را شفا
آں دم جاں پرورت از سر اعجاز خویش
مردۂ صد سالہ را زندہ کند بر ملا
تہنیت آمیز گفت ہاتف غیبم چنیں
کعبۂ کوئے ترا قبلہ حاجت روا
نکہت باغ ارم بخت غبار رہت
بوئے جناں میدہد خاک درت جابجا
ہبط روح الامیں مطلع نور مبیں
مسکن پاک ترا ساختہ رب الوریٰ
طور جلال خدا عرش بریں درت
نور جمال خدا صورتت اے رہنما
اُمت احمد بود بستہ بجز روجفا
احمد آخر زماں کرد زبندش رہا
قاتل اعدائے دیں ناصر دین متیں
عالم عالم پناہ ہادی رشد و تقا
دید خدا بالیقیں ہر کہ ترا دیدہ است
دید خدا دیدنت نیست غلط ایں صدا
غاشیہ بندگیت ہر کہ فگندش بدوش
دولت جاوید یافت عزت و مجد و علا
جان و دلے کز رہت داشت فدائش دریغ
از سر فتوئ عشق بے خبر است از وفا
وہ چہ خوش آں حالتے وہ چہ خوش آں ساعتے
کز رہ شوق طرب جاں بکنیمت فدا
مہر تو در خاطرم مضمحل دست نیست
تا کنیش منہدم بندۂ نسل و عنا
فضل عمیم خدا حافظ ما عاجزاں
مرد مزور اگر نالہ کند و بکا۔
ما بہزار التجا ما بہزار التماس
حلقہ بگوشیت را می طلبیم از خدا
مست مے عشق تو بیخبر از غیر حق
محو شد از خویشتن ہر کہ بدید آں لقا
آتش عشق ترا خود بدل و جان زنیم
تاکہ بسوزیم پاک آنچہ بود ماسوا

امابعد بخدمت اقدس حضرت امام الوقت گذارش آنکہ اس ناکارۂ دور افتادہ کو معلوم ہوا ہے کہ آجکل شہزادہ والا گوہر صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ جہلم نے اخبار سراج الاخبار میں میری نسبت لکھا ہے کہ فلاں نے اپنے اعتقاد سے توبہ کی ہے۔ اور توبہ اس واسطے نصیب ہوئی کہ شاہزادہ صاحب نے میرے عقیدہ کی خرابی مجھ پر ثابت کر دی **سبحانک ان ھذا الا بہتان عظیم**

بزرگوارا۔ دو ماہ تک شہزادہ صاحب سے مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات اور حضور علیہ السلام کے دعاوی پر زبانی بحث ہوتی رہی۔ چنانچہ مولوی عبدالعزیز۔ مولوی مشتاق احمد۔ قاضی فضل احمد۔ منشی سعد اللہ مدرس وغیرہ نے جو مدت سے کینہ نہفتہ کی زہر اگلنے کی تاک رکھتے تھے۔ موقعہ کو غنیمت سمجھ کر شہزادہ صاحب سے خوب گٹ ملائی اور سنت ہا امم ماضیہ کی تقلید ہو بہو ادا کی۔ میں نے نہ کبھی جبانت اور بزدلی دکھائی اور نہ میں کبھی ان سے دبا۔ جس سے اُن کو میری توبہ کا یقین یا احتمال پیدا ہوا ہو۔ البتہ وہ اعرض عن الجاہلین اور واذا خاطبہم الجاہلون پر عمل در آمد میرا ہوتا رہا۔ اسکو اگر انھوں نے توبہ سمجھ لیا فہم و رسا کی خوبی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ سخت جھوٹ۔

بزرگوارا اگرچہ نابکار شرف زیارت سے محروم ہے مگر آنحضرت کی محبت اور عظمت اور ادب و اطاعت اور کثرت یاد میری روح و جان کا جزو بن گیا ہے میں اپنی جان سے کس طرح علیحدہ ہو سکتا ہوں۔ میرے پیارے میرے دل کا حال اُس سے دریافت فرما جو سب بھیدوں سے واقف ہے ولا ینبئک مثل خبیر میرے مولا تو نے خدا اور رسول کا پتہ دیا۔ تو نے جنت کا راستہ بتایا۔ تو نے قرآن سکھلایا۔ ہم غفلت میں پڑے سوتے تھے۔ تو نے ہی آن جگایا۔ ہم اُمی اور رسمی مسلمان تھے تو نے ہی ہم کو حقیقی اسلام سے آگاہی بخشی۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ دعا کیا چیز ہے اور تقویٰ کس شے کا نام ہے۔ تو نے ہی ان کا نشان ہم پر ظاہر فرمایا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ گورنمنٹ عالیہ کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ تو نے ہی تو وفاداری اور فرمانبرداری کا طریقہ سمجھایا۔ غرض کہاں تک تیرے احسانات کو لکھوں۔ وہ تو بیشمار ہیں۔ تو ہمارا آقا۔ تو ہمارا مولا۔ ہم تیرے خادم ہم تیرے غلام۔ بھلا تجھ کو چھوڑ کر خدا کی لعنت کما دیں۔

میرے ہادی! اگر میں ایسا ضعیف الاعتقاد ہوتا تو مخالفوں کی نظروں میں خار کی طرح نہیں چبھتا۔ مخالف سے جب کبھی کسی گذر پر دو چار ہونے کا موقع پیش آتا ہے تو وہ مجھ کو دیکھتے ہی غیظ و غضب سے بھر جاتا ہے میں نے مسجدوں میں نماز پڑھنی ترک کر دی۔ بدیں لحاظ میاں عبداللہ صاحب سنوری سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ جو لوگ خاموش بیٹھے ہیں گو مخالفت نہیں کرتے اُن کے پیچھے بھی نماز درست نہیں۔

بزرگوارا! قاضی صاحب۔ قاضی خواجہ علی صاحب اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب۔ اور منشی ابراہیم صاحب اور میاں اللہ دین صاحب وغیرہ وغیرہ احباب لودہانوی سے اپنے غلام کا حال دریافت فرما دیں۔

میرے آقا مجھ کو کسی نازک موقعہ اور سخت ابتلا کے وقت بھی لغزش نہیں ہوئی۔ چہ جائیکہ اب دوران ایام میں جبکہ آپ متواتر کثیر التعداد عظیم القدر و جلیل الشان نشانات علمی و عملی معرض ظہور میں آ چکے ہیں اور روز روشن کی طرح حق کی صداقت چمک اٹھی۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ استقامت محض حضور کی نیم شبی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ ورنہ ہم تو وہی ہیں۔ مریدوں میں صداقت اور راستی چاہیئے بغیر انشاء اللہ آپ کی فاذا فرغت فانصب والی تعمیل کے طفیل سے ضائع نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ لیکن خدا کے فضل سے دل غنی ہے

دنیا اور دولت مند میری نظروں میں مرے ہوئے کیڑوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ یہ ہیں ہی کیا بلا۔ یہ تو مردے ہیں جن جان نہیں۔ ان کی مکروہ صورتیں نفرت کے لائق ہیں۔ ان سے دبنے والا اور ان کا دست نگر انہی جیسا کوئی اندھا ہوگا۔

اے میرے ہادی۔ میں ارسال عرائض میں اس واسطے دریغ کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے اس فعل کو اخف سمجھتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ میں کیا اور میرے عرائض کیا یونہی بے فائدہ بندگان عالی کو کیوں تکلیف دوں۔ عرائض کے کھولنے میں پڑھنے پڑھانے میں چند منٹ اوقات اشرف میں سے ضائع ہونگے۔ ناحق کی حرج ہوگی۔ صحبت اقدس اور شرف زیارت مبارک سے بباعث چند در چند موانع غیر مستفیض رہتا ہوں۔ مہربانا حضور کی تصنیفات پر انوار اور تالیفات حکمت بار جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں۔ میرے ازدیاد ایمان و عرفان کے لئے اکسیر کامل کا کام دیتی ہیں۔ جو جو حالات آنجناب پر حضرت کبریا کی طرف سے منکشف ہوتے ہیں۔ اور پھر ان روحانیات کو اور کشوف و خوارق و رویاء و الہامات کو آپ درج صحف مطہرہ فرماتے ہیں کم و بیش ان روحانی کوائف اور تاثیرات کی حلاوت سے میرے مذاق جان کو بھی چاشنی نصیب ہوا کرتی ہے۔ اور ایسا احساس ہوتا ہے۔ کہ گویا میں خود ان حالات کا مورد ہوں۔ لیکن میں اس دوری و مہجوری کو ہرگز ہرگز اپنے واسطے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ مقربین بساط قدسی آیات کو جو جو برکات اور خوبیاں حاصل ہیں۔ اس کا عشر عشیر بھی دور دستوں کو نصیب نہیں۔ اصحاب صفہ کی جوتی اور دوسروں کا سر۔ اگرچہ خدا کسی مخلص صادق کو بغیر اجر کے نہیں رکھتا۔ مگر اصحاب الصفہ ما اصحاب الصفہ۔ کیا ہی صاحب نصیب ہیں۔ وہ لوگ جن کی نظر ہر صبح و مسا اس منظر اطہر پر پڑتی ہے۔ دولت وصحبت کے برکات مالا مال ہوتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار و اطوار کا اخلاق کا عادات کا ریاضات کا مجاہدات کا محاکات کا کامل نمونہ آپ کی ذات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ خدائے قادر ذوالجلال کی جناب سے ہمیشہ یہی دعا ہے کہ اے قدیر بے نظیر اپنے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرف ملازمت سے فخر و عزت دے۔ قسم بخدا لایزال کہ تیرے در کی لا یزال کہ تیرے در کی گدائی تخت شاہی سے بہتر ہے

شہزادہ صاحب نے مجھ پر سخت افترا باندھا ہے اور حضور کو مجھ سے بدگمان کیا اگرچہ بندگان عالی کو مجھ جیسے اذال کی پرواہی کیا ہے۔ خدا نے آپ کو وہ رفعت اور منزلت بخشی ہے کہ آپ کی ذات مجمع البرکات کو مرجع قدسیاں بنا دیا۔ مگر اخفض جناحک للمومنین پر غور کر کے اور بالمومنین رؤف الرحیم پر نظر دوڑا کر اس گستاخی کی جرأت ہوتی کہ مجھ ذی دید کے واسطے تضیع اوقات بندگان عالی کر کے عفو تقصیرات کا ملتجی ہو جاؤں۔ اور دست بستہ عرض پرداز ہوں کہ ؎

ہر چند نیم لائق بخشائش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

شہزادہ صاحب کی کتاب کے مضامین مجملاً جہاں تک کہ مجھ کو یاد ہیں۔ وہ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر نہیں سمجھتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اسی جہان میں خدا نے ان کو چھپایا ہوا۔ اور توفی کے معنے پھرنے کے کرتے ہیں یعنی خدا نے ان کو پھیر لیا کہ لوگوں سے کنارہ کر لیا۔ مگر زندہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دو حلیوں کا بیان احادیث میں ہے۔ سو چونکہ یہ رویا اور کشف ہے پس ممکن ہے کہ ایک ہی شخص کو ان کی مختلف صورتوں میں دیکھے۔ ایک وقت ہم اپنے دوست کو خواب میں کسی صورت میں دیکھتے ہیں۔ اور پھر اسی دوست کو کبھی خواب میں بصورت دیگر۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسیٰ یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثیل کی گنجائش تھی۔ لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے۔ جیسا کہ اخیر میں مسیح علیہ السلام کی شہادت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھی ایک شاہد کی ضرورت ہے جو نبی ہوں۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اسواسطے مسیح نبوت کی حالت میں تو نہیں آئیں گے۔ بلکہ اُمتی ہونگے۔ مگر نبوت اُن کی شان میں مضمر ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے۔ آدم کا مثیل مسیح۔ موسیٰ کا مثیل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایلیا کی مثیل یحییٰ۔ پس مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے نہ کہ اُمتی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں مسیح موعود کی علامات میں نے ایک نرالی وضع کی نکالی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب مسیح دعویٰ کرینگے تو میں اُن کے والدین کو تلاش کروں گا۔ کیونکہ باپ تو اول سے ہی ندارد ہے اور ماں مر چکی ہے پس اگر اُس کے والدین ثابت نہ ہو سکے تو پھر اُس کے مسیح ہونے میں کیا شک رہے گا۔

مسیح اسرائیلی کے دوبارہ آنے کی یہ دلیل قطعی پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ اور چونکہ مسیح نے اپنی زندگی عسرت اور ذلت میں گزرانی اسواسطے وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وجاہت دنیوی ان کو بالکل نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اس آیت کے مصداق بننے کے لئے خدا ان کو پھر ظاہر کرے گا۔ اور وجاہت دنیوی یعنے سلطنت اور حکومت وغیرہ سب لوازمات ان کو حاصل ہونگے۔

اور حضور علیہ السلام کی ذاتیات پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں کہ باوجود مقدرت کے حج نہیں کرتے۔ ہزاروں روپیہ کے انعامات کے اشتہارات دیتے ہیں۔ لیکن حج کو نہیں جاتے۔ براہین کا بقیہ نہیں چھاپتے۔ آتھم کی پیشگوئی غلط نکلی۔ اُس کے رجوع کو ہم تعین نہیں کرتے۔ لیکھرام کی پیشگوئی میں اُس کے قتل ہونے کی تصریح نہیں کی۔ صرف نصب و عذاب کا حملہ ہے۔ جس میں قتل ہونے کا بیان نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ سچ ہی نکلے تو نصیب۔ لیکھرام کہ وہ ایک کم حیثیت آدمی تھا لیکن اس پیشگوئی کے سبب سے وہ برگزیدۂ قوم گنا گیا شہید کے خطاب سے ممتاز ہوا۔ اُس کے پسماندگان کے واسطے ہزاروں روپے کا چندہ ہوا۔ یہ ہوا وہ ہوا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئی تو اپنے حق میں میں چاہتا ہوں۔ کسوف خسوف کی حدیث موضوع ہے مسیح کی اور مماثلت تو مرزا صاحب میں کچھ بھی نہیں صرف ایک مماثلت ہے۔ یعنی دشنام دہی۔ گورنمنٹ کی خوشامد عربی تصنیفات کی بے نظیری کا دعویٰ ہے غلط ہے کیونکہ قرآن کریم کے سوا یہ دعویٰ توریت و انجیل و زبور احادیث نبوی نے کبھی نہیں کیا۔ حالانکہ وہ بھی الہامی ہیں۔ راولپنڈی والے بزرگ کے حالات سے میرزا صاحب واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ یہ شخص وہمی اور بزدل ہے۔ اسواسطے ان کے حق میں جھٹ پیشگوئی کر دی وغیرہ وغیرہ من الخرافات والهذیانات

خاکسار عبد المجید از لودیانہ محلہ اقبال گنج
۷ جون ۱۸۹۸ء

سیرت المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے۔ وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور آپکے کیریکٹر کی اعلیٰ شان حاصل کریں۔ تو سیرۃ مسیح موعود کا ضروری ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے۔ اور سعادت مند شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ مکمل سٹ کے لئے دفتر سے دریافت کیجئے۔

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے۔ وہ اسوقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔ اور یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور قوت رکھتے ہیں۔ نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق۔ غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔ خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر و قوت اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا

اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں۔ ان میں صداقت کے زبردست دلائل۔ قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت جلالی و جمالی شان کا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے ہر جلد کی قیمت صرف ایک روپیہ عمر

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

ذکریات

میرے آقا کے عالم اسلامی میں تذکرے

―――(۸)―――

سابق سلطان مالدیپ کو تبلیغ

قاہرہ کے قرب و جوار میں چند چھوٹے چھوٹے شہر ہیں۔ جو اب کثرت آبادی سے قاہرے سے ہی ملے ہوئے ہیں۔ آمد و رفت کے لئے ٹرینوں اور موٹروں اور ٹرامو کے علاوہ ہر نصف گھنٹہ کے بعد ایک ریل ان مضافات میں چلا کرتی ہے۔ یہ مضافات قاہرہ کے شمال اور جنوبی جانب پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے شمال جانب جو مضافات ہیں ان میں سے ایک کا نام **کوبری القبہ** ہے۔ کوبری القبہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ قاہرے کے شور و غوغا سے بچنے کے لئے اس پر سکون جگہ میں رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی **حدائق القبہ** ایک پر فضا جگہ ہے۔ اور اس سے آگے سرائے قبہ ہے۔ جہاں مصر کے بادشاہ رہتے ہیں۔

اس کوبری القبہ میں ایک سیاہ رنگ کا پتلا دبلا ادھیڑ عمر کا انسان رہتا تھا۔ اس کے چہرے پر متانت اور سنجیدگی ٹپکتی تھی۔ مگر ساتھ ہی وہ کسی شدید حزن میں مبتلا نظر آتا تھا۔ وہ داڑھی منڈواتا تھا۔ مگر اس کی مونچھوں کے اکثر بال سفید ہو چکے تھے اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور ہنسی بہت کم آتی تھی۔ میں نے اسے کبھی کبھی قاہرے کے بعض حصوں میں چلتا پھرتا دیکھا۔ جاننے والوں سے پوچھا کہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ **سلطان مالدیپ** ہے۔

سلطان بھی مجھے دیکھا کرتے تھے۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ کسی دن سلطان سے ملوں۔ ایک دن سلطان کا ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ سلطان مالدیپ آپ کو ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کی خواہش کے ماتحت کوبری القبہ میں اس شخص کے ساتھ چلا گیا۔ سلطان ایک بلڈنگ میں جس میں بہت سے مکانات تھے ایک میں رہتے تھے۔ دروازے پر گھنٹی تھی اسکا بٹن دبایا گیا ایک خادمہ نے دروازہ کھول دیا۔ ہم اندر داخل ہو کر بیٹھک کے کمرے میں چلے گئے۔ کمرہ دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ کسی ایسے شخص کا گھر ہے۔ جس کی شوکت اجڑ چکی۔ اور فراخی نے منہ موڑ لیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد سلطان ہمارے کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے سر پر کپڑے کی ایک گول ٹوپی تھی۔ جو مصری لوگ عام طور پر پہنتے ہیں۔ اور کرتہ کا لمبا کرتا جو عرب استعمال کرتے ہیں۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اور السلام علیکم و علیکم السلام کے بعد سلطان میرے پاس بیٹھ گئے سلطان نے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟

میں نے کہا کہ "میں قادیان کا رہنے والا ہوں۔ جو پنجاب میں لاہور کے پاس ایک قصبہ ہے۔ یہ قصبہ دنیا میں بڑا مشہور ہو رہا ہے اسلئے کہ اسجگہ ایک انسان پیدا ہوا۔ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں اس زمانہ میں نبی اور رسول ہوں۔ اس کا نام احمد علیہ السلام تھا۔ اس عظیم الشان انسان نے جب دعویٰ کیا تو ہندوستان میں اس کی مخالفت میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو گیا۔ مگر خدا نے ہر میدان میں اسے فتح دی۔ خدا نے جن امور کے متعلق اسے قبل از وقت خبر دی تھی وہ سب پورے کر دیئے۔ اسکی دعا سے اسلام کے بڑے بڑے دشمن ہلاک ہوئے۔ پنجاب میں ایک آریہ سماجی تھا۔ جس کی زبان میں تلوار سے زیادہ کاٹ تھی۔ کیونکہ وہ ایسے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کرتا تھا جو کوئی مسلمان برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اسکے کلمات اس کی اندرونی حالات کا آئینہ تھے۔ تلوار کے زخم اچھے ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے الفاظ کے زخم اب تک محسوس ہوتے ہیں۔ اسکا نام لیکھرام تھا۔ وہ میرے آقا کی بد دعا سے ہلاک ہو گیا۔

امریکہ میں ایک پادری تھا جو اسلام کا استہزا کرتے ہوئے کہتا تھا کہ مسیح محمدی میرے سامنے مکھی اور مچھر کی طرح ہے۔ خدا کے اس فرستادہ کی بد دعا سے ہلاک ہوا۔ اس طرح بہت سے لوگ جو مقابل میں آئے جن کی نسبت اس نے بد دعا کی تباہ ہو گئے

برخلاف اس کے جنھوں نے اسے مانا ان کو برکت پر برکت دی گئی۔ ان کو بڑھایا گیا۔ پھیلایا گیا۔ جس زمین پر وہ رہتا تھا اس کو خدا نے برکت دی۔ اور اسے آباد کر دیا۔ اس نے کہا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے **یاتیک من کل فج عمیق** پس دور دور سے لوگ آئے۔

الغرض نصف گھنٹہ تک یہ سلسلہ جاری رہا میں کہتا رہا اور سلطان سنتے رہے۔ آخر سن کر کہا "بہت زمانہ ہوا جبکہ میں نے سنا تھا کہ اس قسم کا دعویٰ ایک شخص نے کیا ہے۔ مگر میں نے کبھی غور نہ کیا آپ کبھی کبھی ملتے رہا کریں اور مجھے اپنے سلسلہ کے حالات سناتے رہا کریں میں بھی ملتا رہوں گا۔" سلطان اس کے بعد کبھی کبھی ملتے۔ اور میں بھی گاہے گاہے ملتا۔ ایک دفعہ انھوں نے مجھے کہا:-

"تم کو معلوم ہے کہ میرے حالات بہت خراب ہیں۔ میں آپ سے ملتا ہوا بھی ڈرتا ہوں۔ ہمارے لوگ بہت تنگ خیال ہیں۔ اگر میں مرزا صاحب کو مان لوں تو سب میری مخالفت اس قدر کرینگے کہ مجھے اس پنشن سے بھی محروم کرا دینگے۔ جو مجھے اب ملتی ہے"

سلطان نے کہا "میرے دل میں حضرت مرزا صاحب کی بڑی عزت ہے، اور... اس عزت میں کبھی کمی نہ ہوگی۔ مگر میں اپنے حالات سے مجبور ہوں۔ کہ میں اس احترام کا اظہار کر دوں"

میں نے اسکے بعد کبھی سلطان کو مجبور نہ کیا۔ مگر وہ ہمیشہ دلچسپی رکھا کرتے اور حالات دریافت کیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی جب مصر تشریف لے گئے تو سلطان ملنے کے لئے بھی آئے تھے۔

―――(۹)―――

شیخ الاسلام ٹرکی کے مکان پر

غازی کمال پاشا کو جب اقتدار حاصل ہوا تو سلطان عبدالمجید خان کو معزول کر دیا گیا ان کو ۲۴ گھنٹے کے اندر قسطنطنیہ سے بھاگنا پڑا ان کے خیر خواہ اور حاشیہ نشینوں پر بھی بڑی افتاد پڑی اور سب کو کسی نہ کسی طرف بھاگنے کی ضرورت پیش آئی۔ ان مصیبت زدوں میں ٹرکی کے شیخ الاسلام بھی تھے جنھوں نے غازی کمال پاشا کے کفرنامے پر دستخط کر کے انھیں واجب القتل ٹھیرایا تھا۔ شیخ الاسلام بھی بھاگ کر مصر آگئے تھے اور ان دنوں یہاں پناہ گزین تھے۔ ایک دن ایک بڈھا ترک میرے پاس آیا۔ وہ کام کی تلاش میں تھا۔ وہ واقعی ذی علم آدمی تھا۔ مگر اس کا علم اس کے لئے بیکار ہو رہا تھا کیونکہ اسے کوئی کام نہیں ملتا تھا۔ اس کا بھائی جو کسی زمانے میں محکمہ فنانس میں ایک بڑا عہدہ دار تھا اب تک مصر کے مطبع میں خوشنویسی کر کے زندگی بسر کرتا ہے اور مصر کا بہترین خوشنویس تصور کیا جاتا ہے وہی اس کے گذارے کا سبب بن رہا تھا۔ میں نے بڈھے ترک سے کہا کہ اول تو میرے پاس کام نہیں۔ اور اگر میں کوئی کام دوں تو لوگ تم کو تنگ کرینگے۔ اور کہیں گے کہ تم کافر ہو گئے ہو۔

بڈھے ترک نے کہا:- "استغفر اللہ استغفر اللہ ایسی بات نہ کرو۔"

میں نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں میں ایک ایسے انسان کو مانتا ہوں جو اس زمانے میں خدا کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر آیا" بڈھے ترک نے بات کاٹ کر کہا "استغفر اللہ استغفر اللہ ایسی بات نہ کرو۔"

میں نے کہا کہ "خدا نے اسے اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا اور اسکو غیب کی خبریں بتلائیں

بڈھا ترک (غصہ سے چہرہ تمتما اٹھا) استغفر اللہ استغفر اللہ یہ کفر مت بولو

میں:- یہ کفر نہیں حق بات ہے۔ اس راستباز انسان نے آج سے بہت پہلے ٹرکی کے جو حالات آج رونما ہوئے ان کی خبر ہم کو دی اور وہ پورے ہوئے

بڈھا ترک:- استغفر اللہ استغفر اللہ میں تم کو بہت نیک آدمی خیال کرتا تھا۔ اگر تم تو کوئی کافر معلوم ہوتے ہو میں خواہ بھوک سے مر جاؤں اب مجھے تمہارے پاس کام کی ضرورت نہیں"

یہ کہہ کر بڈھا ترک اٹھ گیا میں نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ رکا اور چلا گیا۔ تیسرے چوتھے دن وہ پھر آیا میں نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے کہا میں تو تمھارے پاس نہ آتا........ مگر میں نے تمھارے کفر کا ذکر شیخ الاسلام ٹرکی سے کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ یا میرے لئے وقت مقرر کرا دو۔ میں نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا اور اسی دن شام کو میں بڈھے ترک کے ساتھ شیخ الاسلام کے مکان پر **مصر جدید** میں پہنچ گیا——— شیخ الاسلام ایک ایسے حصے میں رہتے تھے جہاں آمد و رفت کا سلسلہ بالکل کم تھا۔ خاموشی اور تنہائی کا عالم تھا بڈھے ترک نے گھنٹی بجائی۔ ایک لڑکی نے دروازہ کھولدیا۔ ہم اندر داخل ہوئے۔ کمرے آرائش سے خالی تھے۔ فرنیچر بہت معمولی تھا جس سے تنگی اور تنگ حالی کا پتہ چلتا تھا ہم بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ الاسلام داخل ہوئے۔ السلام علیکم کے بعد مزاج پرسی ہوئی پھر میں نے یوں ابتدا کی

میں:- میں اپنے آپ کو خوش قسمت انسان پاتا ہوں کہ میں اس وقت ٹرکی کے شیخ الاسلام کے سامنے ہوں۔

شیخ الاسلام- بارک اللہ فیک

میں- مجھے بڑا رنج ہے کہ ٹرکی کے اس انقلاب نے ٹرکی کے ذی عزت اور مسلمہ انسانوں کو تباہ و برباد کر دیا

شیخ الاسلام:- بیشک۔ بیشک بہت نقصان ہوا

میں- کمالیوں نے بڑا ظلم کیا

شیخ الاسلام- بیشک۔

میں- خدا نے ظالموں کو مومنوں پر کیسے مسلط کر دیا۔ اسمیں کیا راز ہے

شیخ الاسلام:- میں نے تم کو اس لئے نہیں بلایا بلکہ یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ تم لوگ جو قادیانی ہو۔ تم نے عالم اسلامی میں بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیا ہے۔ تم لوگ اسلام اور مسلمانوں پر رحم کرو اور فتنہ سے باز آجاؤ

میں:- ہم لوگ تو پراگندہ مسلمانوں کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔ اسی واسطے دنیا کے مختلف حصوں میں اپنے مشن قائم کر لئے ہیں۔ تا کہ مسلمانوں کو جمع کر سکیں۔ ہاں وہ اجزاء جو مردہ ہو چکے ہیں ہم کاٹ کر پھینک دیں گے

شیخ الاسلام:- تم قادیانی کو نبی کیوں کہتے ہو؟

میں:- اسلئے کہ خدا اسے نبی کہتا ہے

شیخ الاسلام- خدا نے رسول اللہ صلعم پر نبوت ختم کر دی ہے

میں:- اسکا ثبوت

شیخ الاسلام:- ما کان محمد ابا احد من رجالکم پڑھ کر ختم نبوت پر بحث کی۔ میں نے احمدی نقطۂ خیال سے بحث کی جسے سن کر شیخ الاسلام نے کہا کہ کیا خدا نے کوئی معجزہ قادیانی کو دیا۔ غیب کی خبریں اس کو بتائیں۔ اسپر میں نے ٹرکی کے متعلق جو خدا تعالیٰ نے بتلایا تھا وہ مفصل سنایا۔ اور لیکھرام۔ آتھم۔ ڈوئی کے موت کی پیشگوئیاں بتلائیں۔ ہم اس حد تک گفتگو کر چکے تھے کہ ایک ترک شاہزادے کا آدمی آیا کہ وہ کھانے کے لئے انتظار کرتے ہیں۔ اور اس دن کی مجلس برخاست ہو گئی۔

(باقی پھر کبھی بشرط فرصت)

(محمود احمد عرفانی)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع دارالبرکات منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)